**ڈاکٹر واصف اقبال صدیقی**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور۔
**ڈاکٹر رانی صابر علی**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ساہیوال۔
**ڈاکٹر طاہر عباس**
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، دی اسلامیہ یونی ورسٹی، بہاول پور۔

# علمِ عروض: توضیحی مطالعہ

**Dr.Wasif Iqbal Siddiqui**
Assistant Professor Deptt of Urdu, The Islamia University, Bahawalpur.
**Dr. Rani Sabir Ali**
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt. Post Graduate College for Women, Sahiwal.
**Dr. Tahir Abbas**
Assistant Professor Deptt of Urdu, The Islamia University, Bahawalpur.

## Descriptive study of Prosody

Prosody or "Orooz" is the knowledge for poetry in Urdu, Persian and Arabic. It is like grammar and essential for the subject of poetry. Some people have not read this grammar but still speak the correct and fluently the poetic verses, so they do not make any grammar mistakes. Compared to them, there are some people who have read grammar but cannot recite poetry fluently. There is no such thing as knowledge which every non-poet can become a poet or without which no one can write poetry. Apart of this all, poetry and Orooz both are inseparable. This article is a descriptive study of prosody.
**Keywords:** *Prosody, Orooz, Urdu Poetry, Persian Poetry, Arabic Poetry.*

عروض کوئی ایسا علم نہیں جسے سیکھ کر ہر غیر شاعر آدمی شاعر بن جائے یا جسے سیکھے بغیر کوئی شخص شعر کہہ ہی نہ سکے۔ شاعری تو خدا کی دین ہے اور شعر کہنے کے لیے بہر حال شاعر کو اپنے وجدان سے کام لینا پڑتا ہے۔

عروض کی مثال گرامر کی سی ہے۔ بعض لوگوں نے گرامر نہیں پڑھی ہوتی مگر اس کے باوجود صحیح زبان بولتے ہیں اور روانی سے بھی بولتے ہیں تو گرامر کی کوئی غلطی نہیں کرتے۔ ان کے مقابلے میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے گرامر پڑھی ہوتی ہے مگر روانی سے نہیں بول سکتے۔ وہ ہر فقرے کی ترکیب نحوی تو کر سکتے ہیں مگر اہل زبان کی طرح بغیر جھجکے بول نہیں سکتے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ گرامر بالکل بے فائدہ چیز ہے۔ کسی زبان کی گرامر سیکھنے کے بعد اسے روانی سے بولنے یا لکھنے کے لیے آپ کو تھوڑی سی مشق کی ضرورت ہوتی ہے جب کہ بغیر گرامر پڑھے آپ بہت دیر میں جاکر ایک زبان بولنے یا لکھنے کے قابل ہوتے ہیں اور پھر بھی یہ خدشہ رہتا ہے کہ گرامر کی کوئی غلطی نہ کر بیٹھیں یہ صحیح ہے کہ ایک شاعر جب شعر کہتا ہے تو وہ ایک ایک مصرع کو نہیں ناپتا اور ہر شعر کے الفاظ کو بحر کے ارکان کے مقابل کر کے وزن نہیں کرتا۔ کیوں کہ اگر وہ ایسا کرے تو اسے چند شعر کہنے کے لیے کئی گھنٹے درکار ہوں گے لیکن اگر وہ بحروں سے واقف ہے اور اسے تقطیع کرنا آتی ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک پیمانہ ہے کہ جس مصرعہ کے بارے میں کوئی شک ہوا سے فوراً اس پیمانے سے ناپ کر دیکھ لے۔

ہمارے ہاں عروض کی بات ہمیشہ سبب اور وتد کے حوالے سے کی جاتی ہے اور پھر عروض سیکھنے کے لیے سبب ثقیل اور سبب خفیف، وتد مفروق اور وتد مجموع اور فاصلۂ صغریٰ اور فاصلۂ کبریٰ کی تفصیلات میں الجھنا پڑتا ہے۔ زحاف اور دائروں کے چکر میں پڑنا ضروری سمجھا جاتا ہے[1] اور نتیجتاً ایک مبتدی عروض کو ایک ایسا علم سمجھ کر جسے سیکھنا اس کے بس کا کام نہیں۔ راہِ فرار اختیار کرتا ہے۔ ہمارے ہاں عروض کی غیر مقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اسے آسان اور زود فہم بنانے کی کوششیں بہت کم کی گئی ہیں۔ سبب اور وتد کی بجائے اگر اجزاء (Syllables)کے حوالے سے بات کی جائے تو آج کا طالب علم زیادہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اردو میں بحروں کی بنیاد طویل اور قصیر اجزا(Long and short Syllables)پر ہے بالکل اسی طرح جیسے انگریزی عروض کی نبیاد اجزائے

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
**Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)**



موکدہ وغیر موکدہ (Stressed and unstressed syllables) پر ہے اس لحاظ سے اردو تحریریں جو در اصل عربی اور فارسی سے آتی ہیں، قدیم یونانی اور ہندی، بحروں سے زیادہ قریب ہیں یوں کہنے کو تو ہمارے ہاں عروض میں انیس بحریں ہیں مگر عملی طور پر دیکھا جائے تو ان میں سے بمشکل گیارہ یا بارہ بحریں اردو میں استعمال ہو سکتی ہیں باقی بحریں ایسی ہیں جن میں صرف عرضیوں نے ہی شعر کہے ہیں۔ شاید اسی کی وجہ یہ ہو کہ یہ بحریں اردو زبان کے مزاج کے موافق ہیں۔ [۲]

اردو کے ہر لفظ میں دو قسم کے حروف ہوتے ہیں، متحرک اور سکن متحرک وہ حرف ہوتا ہے جس پر کوئی حرکت (زیر، زبر یا پیش) ہو جیسے "پانی" میں پ اور ن یا "صراحی" میں ص، ر اور ح متحرک ہیں، ساکن وہ حرف ہوتا ہے جو متحرک نہ ہو جیسے "پانی" میں الف اور ی۔ [۳]

اب اگر ہم کسی لفظ کے اجزا بنائیں تو وہ لفظ مندرجہ ذیل تین قسم کے اجزاء میں تقسیم ہو سکتا ہے:۔

۱۔ تنہا متحرک حرف یعنی ایسا حرف جو خود متحرک ہو اور اس کے بعد کوئی ساکن حرف نہ آئے، بلکہ اس کے بعد اگر کوئی حرف آئے تو وہ بھی متحرک ہی ہو، جیسے جُدا میں ج، وفا میں واؤ، بجا میں ب اور خدا میں خ۔ [۴]

۲۔ ایسا دوحرفی کلمہ جس میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو جیسے، لب جا، لِی، بس وغیرہ [۵]

۳۔ ایسا سہ حرفی کلمہ جس میں پہلا حرف متحرک اور دوسرا اور تیسرا سکن ہوں جیسے بال، روپ، پار، لوح وغیرہ [۶]

غرض اُردو کے تمام الفاظ میں یہی اجزا ہوتےہیں (بعض الفاظ میں ان میں سے ایک، بعض میں دو اور بعض میں تینوں اجزا موجود ہوتے ہیں ) عروض کی مختلف بحروں کے ارکان بھی انہی اجزاء سے بنتے ہیں اور ان کی کمی یا بیشی یا ترتیب کا فرق ارکان کو ایک دوسرے سے مختلف بناتا ہے۔

عروض میں ان ارکان کے لیے مختلف لفظ مقرر ہیں جن کے ذریعے انہیں یادرکھنا آسان رہتا ہے۔ عروض کے ان ارکان کی تعداد کل آٹھ ہے:۔

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ فاعلن | فَاع لُن | (دو حرفی، تنہا متحرک، دو حرفی) |
| ۲۔ فعولن | فَ عُو لُن | (تنہا متحرک، دو حرفی، دو حرفی) |
| ۳۔ مفاعیلُن | مَ فا عی لُن | (تنہا متحرک، دو حرفی، دو حرفی دو حرفی) |
| ۴۔ فاعلاتُن | فاع لا تن | (دو حرفی، تنہا متحرک، دو حرفی، دو حرفی) |
| ۵۔ مستفعلن | مُس تف ع لُن | (دو حرفی، دو حرفی، تنہا متحرک، دو حرفی) |
| ۶۔ متفاعِلُن | مُ تَ فاع لُن | (تنہا متحریک، تنہا متحرک، دو حرفی، تنہا متحرک، دو حرفی) |
| ۷۔ مفعولات | مَف عُو لَاتُ | (دو حرفی، دو حرفی، دو حرفی، تنہا متحرک) |
| ۸۔ مفاعلتن | م فا عِ لَ تن | (تنہا متحرک، دو حرفی، تنہا متحرک، تنہا متحرک، دو حرفی) |

ان میں سے آخری دونوں ارکان اردو بحروں کے کسی وزن میں استعمال نہیں ہوتے البتہ عربی بحروں میں مستعمل ہیں۔ چوں کہ اردو شاعری کی بحریں عربی سے حاصل کی گئی ہیں اس لیے بحروں کے ارکان کے لیے اہل عرب کے مقرر کردہ الفاظ ہی استعمال ہوتے رہے ہیں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ انہی کو حرفِ آخر سمجھ لیا جائے کیوں کہ اصل اہمیت ان الفاظ کی نہیں بلکہ اجزاء کی ترتیب کی ہے ایک اور بات یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مذکورہ بالا ارکان اگرچہ صرف آٹھ ہیں مگر ان میں سے ہر رکن سے کئی کئی ارکان حاصل ہو سکتے ہیں۔ ایسا کرنے کے لیے اصلی رکن میں تھوڑی بہت تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ جیسے مفاعیلن میں سے ی نکال کر مفاعلن (م فا ع لُن) باقی رہ جاتا ہے یا مفاعیلن میں ایک الف کا اضافہ کر کے مفاعیلان (م فا عی لا) کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر بحر کے ارکان میں تھوڑی بہت ردوبدل سے ایک بحر سے کئی اوزان حاصل ہوتے ہیں۔ شعر کے اجزاء کو کسی بحر کے ارکان کے ساتھ مقابل کر کے یہ دیکھا جاتا ہے کہ شعر وزن میں ہے یا نہیں۔ اس عمل کو تقطیع کہا جاتا ہے مثلاً مظفر وارثی کا یہ مصرع:۔

نہ مرے سخن کو سخن کہو نہ مری نوا کو نوا کہو

نَ مِ رَے س خنَ کُ سُ خن کَ ہو

(تنہا متحرک، تنہا متحرک، دو حرفی، تنہا متحرک، دو حرفی، تنہا متحرک، تنہا متحرک، تنہا متحرک، دو حرفی)

اب اس مصرع کی تقطیع یوں بنے گی:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
**Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)**


متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

تقطیع کرتے وقت مندرجہ ذیل باتین ذہن میں رکھنی چاہیئں :

۱۔ نون غنہ الگ حرف شمار نہیں ہوتا۔

۲۔ بھ، پھ، ٹھ، تھ، کھ، گھ وغیرہ ایک ایک حرف شمار ہوتی ہیں۔ دو دو نہیں، جیسے گھوڑا تقطیع میں گوڑا کی طرح شمار ہوگا۔

۳۔ "آ"کو دو حرفی کلمہ سمجھا جاتا ہے جس میں پہلا الف متحرک اور دوسرا الف ساکن ہے۔ اسی طرح تشدید والے حروف کو بھی دو دو گنا جاتا ہے جیسے شدّت میں دو دال ہیں شددت۔

۴۔ تقطیع کرتے وقت بہت سے الفاظ کو اس طرح مختصر لکھنا پڑتا ہے جس طرح وہ شعر پڑھتے وقت خود بخود مختصر ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی لفظ کھینچ کر پڑھا جاتا ہو تو وہ تقطیع میں بھی اسی طرح طویل شمار ہوگا۔

۵۔ جب کوئی سہ حرفی کلمہ جس کے آخری دونوں حروف ساکن ہوں، مصرع کے بیچ میں آجائے تو اکثر اس کا آخری حرف متحرک ہو کر اگلے لفظ کے ساتھ مل جاتا ہے یا پھر تنہا متحرک حرف کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ دراصل بعض اہل عروض ایسے حرف کو ساکن ہی نہیں مانتے جس سے پہلے متحرک نہ ہواور ایسے حرف کو تقطیع کرتے وقت متحرک ہی شمار کیاجاتا ہے۔

۶۔ بعض الفاظ کے مخصوص تلفظ کی وجہ سے اُن کا دوسرا حرف (جو اکثر "ی" ہوتا ہے) تقطیع میں شمار نہیں ہوتا یا یہ سمجھ لیں کہ پہلے دونوں حروف کو ملا کر ایک ہی حرف شمار کیا جاتا ہے۔ اس قسم کے الفاظ۔ کیا، کیوں، پیار، گیان، دھیان وغیرہ ہیں جو بالترتیب کا، کوں، پار، گان اور دھان کی طرح گنے جاتے ہیں۔

۷۔ بعض الفاظ میں تین ساکن حروف اکٹھے آجاتے ہیں جیسے دوست، زیست، برداشت وغیرہ اسی طرح ایک چار حرفی کلمہ بھی وجود میں آتا ہے جس کا پہلا حرف متحرک اور آخری تینوں حروف ساکن ہوتے ہیں، مگر تقطیع کرتے وقت اس چار حرفی کلمہ کو سہ حرفی کلمہ گنا جاتا ہے اور ایک ساکن تقطیع میں شمار نہیں ہوتا۔ مثلاًدوست۔ دوس، زیست۔ زیس اور برداشت کا

داشت یا داش کی طرح گنے جاتے ہیں۔ اگرچہ پڑھنے میں یہ الفاظ پورے ہی پڑھے جاتے ہیں۔

اردو شاعری میں بارہ بحریں استعمال ہوتی ہیں اُن کی تفصیل اس طرح ہے:۔

__پہلی بحر:__

اس بحر کا نام ہزج ہے اور اس کا وزن اس طرح ہے:

مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

مثال:

پس مردن وہ جب آئے عزاداروں سے فرمایا
شکن بستر کے کہتے ہیں کہ دم مشکل سے نکلا ہے[۹]

__دوسری بحر:__

اس بحر کا نام رمل ہے اور اس کا وزن یہ ہے :

فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

یہ وزن اُردو شاعری میں بہت کم استعمال ہوتا ہے البتہ اس سے حاصل شدہ بعض اوزان بہت زیادہ مستعمل ہیں۔ جدید شعراء میں سے شمیم حنفی نے اس وزن میں طبع آزمائی کی ہے:

اک سمندر بے حسی کا، ایک کشتی آرزو کی
ہائے کتنی مختصر لوگوں کی رودادِ سفر ہے[۱۰]

__تیسری بحر:__

اس بحر کا نام رجز ہے اور اس کا وزن یہ ہے :

مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

یہ وزن اردو کے کثیر الاستعمال اوزان میں سے نہیں ہے۔ مگر جب استعمال ہوتا ہے تو غیر مانوس بھی نہیں لگتا، حالی کی مشہور نظم ''چپ کی داد'' اسی وزن میں ہے۔ ابن انشاء کا یہ شعر بھی اسی وزن میں ہے:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
**Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)**

کوچے کو تیرے چھوڑ کر جوگی ہی بن جائیں مگر
جنگل ترے، پربت ترے، بستی تری، صحرا ترا(۱۱)

چوتھی بحر:

اس بحر کا نام بحر کامل ہے اور اس کا وزن یہ ہے:

متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

یہ وزن اردو میں کافی مقبول ہے اور دس گیارہ کثیر الاستعمال اوزان میں سے ایک ہے:

جو ہوائیں چھو کے گزر گئیں، انہیں بھول جا کہ وہ مر گئیں
دل محترم! کوئی اور غم، غمِ رفتگاں نہیں چاہئے(۱۲)

پانچویں بحر:

اس بحر کا نام متقارب ہے اور اس کا وزن یہ ہے :

فعولن فعولن فعولن فعولن

مثال:

عبادت سے منکر نہیں ہوں میں لیکن میں سجدہ گزاروں
سے یہ پوچھتا ہوں
زباں پر درود و سلامِ مسلسل، عبادت نہیں ہے تو پھر اور کیا
ہے(۱۳)

اس شعر میں اقبال عظیم نے اس بحر کو دو چند استعمال کیا ہے۔

چھٹی بحر:

اس بحر کا نام متدارک ہے اور اس کا وزن یہ ہے :

فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

مثال:

آج بازار میں پا بجولاں چلو، دست افشاں چلو، مست و رقصاں چلو
خاک بر سر چلو، خوں بداماں چلو،راہ تکتا ہے سب شہر جاناں چلو(۱۴)

ساتویں بحر:

اس بحر کا نام منسرح ہے اور اس کا وزن یوں ہے۔

مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات

یہ وزن استعمال میں نہیں آتا۔ البتہ اس سے حاصل شدہ بعض اوزان مستعمل ہیں۔ مثلاً

مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات

مثال:

تیری متاعِ حیات، علم و ہنر کا سرور
میری متاعِ حیات ایک دلِ ناصبور(۱۵)

آٹھویں بحر:

اس بحر کا نام ''مضارع'' ہے اور اس کا وزن اس طرح ہے :

مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن

اردو میں یہ وزن بھی مستعمل نہیں البتہ اس سے حاصل شدہ اوزان استعمال ہوتے ہیں، مثلاً :

مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن

مثال:

فریاد اے سماعت! انصاف اے فراست!
کرتے ہیں آہ دنیا، دنیا کی بات مجھ سے(۱۶)

نویں بحر:

اس بحر کا نام خفیف ہے اور اس کا وزن یہ ہے :

فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن

اردو میں یہ وزن بھی استعمال نہیں ہوتا مگر اس سے حاصل شدہ اوزان استعمال ہوتے ہیں، مثلاً :

فاعلاتن مفاعلن فعلن

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
**Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)**



مثال:

دیدۂ گل تو جانے کیوں نم ہے
لوگ یہ کہہ رہے ہیں شبنم ہے[۱۷]

دسویں بحر:

اس بحر کا نام مجتث ہے اور اس کا وزن یوں ہے:

مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن

بحر بھی اردو میں استعمال نہیں ہوتی مگر اس سے حاصل شدہ اوزان اردو میں کافی مستعمل ہیں

مثلاً:

مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن

مثال:

ہم آشیانہ بدوشوں کو خبر کب تک
تلاشِ دانہ و شاخ و شجر میں رہنا ہے[۱۸]

گیارہویں بحر:

اس بحر کا نام مدید ہے اور اس کا وزن یہ ہے:

فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

مثال:

شبنمی قطروں کی تو قدر و قیمت مت گھٹا
یہ چمن کے اشک ہیں ان کو موتی مت بتا

بارہویں بحر:

اس بحر کا نام "سریع" ہے اور اس وزن یہ ہے :

مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات

مثال:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
**Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)**

میرے مغنی تجھے کیا ہو گیا
نغمہ بھی اندوہ فزا ہو گیا(۱۹)

**غیر مستعمل بحریں:**

درج ذیل بحرین عربی اور فارسی میں مستعمل ہیں مگر اُردو میں مستعمل نہیں :

| | |
|---|---|
| بحر وافر: | فاعلتن فاعلتن فاعلتن فاعلتن |
| بحر مقتضب: | مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن |
| بحر طویل: | فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن |
| بحر بسیط: | مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن |
| بحر جدید: | فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن |
| بحر قریب : | مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن |
| بحر مشاکل : | فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن |

حوالہ جات

۱. سید ابرار حسین ، اردو بحریں(پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، ۱۹۹۷ء)، ص ۴۔
۲. ایضاً، ص۸۔
۳. ایضاً، ص۸۔
۴. ایضاً، ص۱۰۔
۵. ایضاً، ص۱۱۔
۶. ایضاً، ص۱۶۔
۷. ایضاً، ص۱۸۔
۸. ایضاً، ص۲۲۔
۹. اورنگ زیب حامد، کاروانِ شعور(لاہور: اکیڈمک پریس،۱۹۶۶ء)، ص۴۸۔
۱۰. سید ابرار حسین، اردو بحریں(پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی،۱۹۹۷ء)، ص ۶۲۔
۱۱. ابنِ انشاء، اس بستی کے اک کوچے میں(لاہور: لاہور اکیڈمی، ۱۹۹۳ء)، ص ۱۲۴۔

۱۲. مظفر وارثی، حصار (لاہور: ماورا پبلی شرز، ۱۹۸۸ء)، ص ۸۷۔
۱۳. سید ابرار حسین، اردو بحریں (پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، ۱۹۹۷ء)، ص ۱۰۳۔
۱۴. فیض احمد فیض، دست تہِ سنگ (لاہور: کارواں پریس، سن ندارد)، ص ۴۴۔
۱۵. علامہ محمد اقبال، کلیاتِ اقبال (لاہور: رابعہ بک ہاؤس، سن ندارد)، ص ۴۴۸۔
۱۶. سید ابرار حسین، اردو بحریں (پشاور: یونیورسٹی بک ایجنسی، ۱۹۹۷ء)، ص ۱۳۴۔
۱۷. ایضاً، ص ۱۳۵۔
۱۸. ایضاً، ص ۱۳۶۔
۱۹. ایضاً، ص ۱۳۶۔
۲۰. ایضاً، ص ۱۳۶۔